مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے نائب امیر اور

جامعہ علوم اثریہ جہلم کے رئیس

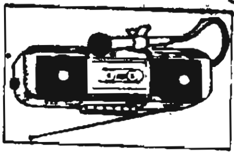

انٹرویو: محمد عامر نجیب

علامہ محمد مدنی بن حافظ عبدالغفور

کسی بھی جماعت کے استحکام کے لئے امیر کی تشہیر ضروری ہے

کا صراطِ مستقیم کے لئے خصوصی انٹرویو

جماعت اہلحدیث سندھ کے جنرل سیکرٹری ابوالکلام شیخ اور اہلحدیث جانباز فورس حیدرآباد کے انچارج امیر عبداللہ فاروقی بھی انٹرویو کی ریکارڈنگ کے دوران موجود تھے

سوال : اپنے خاندانی پس منظر کے حوالے سے کچھ ارشاد فرمائیں؟

جواب : میرے دادا کا نام میاں محمد اسماعیلؒ تھا۔ وہ فتح پور نزد بنگلہ گوگیرہ ضلع اوکاڑہ سابق ضلع ساہیوال میں رہا کرتے تھے۔ کاشتکاری ان کا ذریعہ معاش تھی اپنی برادری اور معاشرے میں اپنی شرافت، دیانت اور حسن اخلاق کی وجہ سے پسند کیے جاتے تھے۔ گھر کا ماحول اللہ کے فضل سے دینی تھا۔

حافظ محمد لکھوی" کی تصنیفات احوال آخرت' زینت اسلام اور انواع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تکرار کے ساتھ پڑھی جاتی تھیں جس کی وجہ سے بچے بچے کی زبان پر آخرت کے حوالے سے ان کے پنجابی اشعار چڑھ جاتے تھے اس طرح ان کے اعمال میں بہتری ہوتی تھی۔ ہمارے دادا پیدائشی طور پر اہلحدیث نہیں تھے میاں باقر مرحوم سے تعلقات کی وجہ سے انکی تبلیغ کے ذریعے مسلک حقہ کو قبول کیا اور بعد ازاں پھر اس سچی دعوت کے فروغ کے لئے بڑے والہانہ انداز میں سرگرم ہوگئے بڑے علماء کرام کی دعوتیں کرنا' ان کی صحبت سے فیض حاصل کرنا' ان سے اپنے بچوں کی تربیت کروانا یہ ان کی ترجیحات تھیں۔ حافظ محمد گوندلوی" حافظ عبداللہ بڈھیمالوی" مولانا صدیق صاحب فیصل آبادی اور میاں باقر مرحوم کا دادا جی کے ہاں آنا جانا رہتا تھا۔

دادا جی نے میرے والد مرحوم حافظ عبدالغفور کو تعلیم کے لئے وقف کردیا تھا والد صاحب نے چھ سال کی عمر میں ناظرہ قرآن مجید پڑھ لیا بہت اچھے ذہن کے مالک تھے پرائمری کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا پوری تحصیل میں اول رہے اور وظیفے کے حقدار قرار دیئے گئے۔ بعد ازاں دینی تعلیم میں ٹھٹھہ مینیے چک ۱۵۔ آر ضلع فیصل آباد میں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا پھر بالترتیب جھوک دادو' دھیردار ڈوگراں' مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ' مدرسہ محمدیہ لکھوکے اور مدرسہ عربیہ گوجرانوالہ سے کسب فیض کیا آپ کے اساتذہ میں حافظ محمد گوندلوی" ' مولانا عطاء اللہ لکھوی" حافظ عبداللہ محدث بڈھیمالوی" مولانا عبدالرحمٰن" مولانا محمد چراغ مرحوم' مولانا عمردین" ' مولانا حافظ احمد اللہ اور مولانا حافظ عبداللہ قابل ذکر ہیں۔

والد مرحوم ایک حساس آدمی تھے علاقائی اور قومی معاملات سے لاتعلق نہیں رہ سکتے تھے تحریک پاکستان میں اپنے حصے کا کردار ادا کیا اور قیام پاکستان کے بعد جب ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی تو اس میں بھی قابل ذکر فعالیت کا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ جیل بھی جانا پڑا۔ ساہیوال جیل میں ۳۹ روز قید رہے اور جب جیل سے باہر آئے تو حافظ قرآن تھے۔

سوال : جیل جانے سے پہلے حافظ نہیں تھے۔

جواب : جی نہیں قید کے ۳۹ دنوں میں انہوں نے پورا قرآن حفظ کیا اور دلچسپ بات یہ تھی کہ آپ کے ایک شاگرد حافظ سلیم صاحب آپ کے حفظ قرآن کے استاد بنے کیوں کہ وہ بھی ان دنوں جیل میں تھے۔ حفظ کرنے کے بعد سے زندگی کے آخری سالوں تک جب کہ وہ بیمار رہنے لگے تھے قرآن سناتے رہے یہ ان کا قرآن سے دلی لگاؤ کا ثبوت ہے۔

سوال :۔ والد صاحب ضلع اوکاڑہ میں پیدا ہوئے جہلم کب منتقل ہوئے۔

جواب : حصول علم کے بعد ۱۹۴۹ء میں والد مرحوم نے تجارت شروع کردی اللہ تعالیٰ نے خاص برکت دی تھی لیکن جب میاں باقر رحمتہ اللہ علیہ کو جو ہمارے خاندانی محسن ہیں والد صاحب کے اس غیر علمی شغل کا پتہ چلا تو بے چین ہوگئے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ اگر یہ غیر علمی شغل جاری رہا تو ایک روز حافظ عبدالغفور کی وہ ساری محنت رائیگاں جائے گی جو انہوں نے دینی علم کے حصول کے لئے کی ہے چنانچہ میاں باقرؒ نے والد مرحوم کو حکماً درس و تدریس کے لئے اپنے مدرسے بلالیا اور حکماً کاروبار

اگرچہ ہمیں مسلم لیگ سے بھی اسلام کے نفاذ کی توقع نہیں تاہم وہ ایک محب وطن جماعت ہے پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کے تحفظ میں مخلص ہے

سے منع فرمادیا والد مرحوم نے اپنے استاد کے حکم کی تعمیل کی اور کاروبار ترک کرکے درس و تدریس کا آغاز کیا آپ نے مدرسہ تدریس القرآن والحدیث جھوک داود' مدرسہ تدریس القرآن والحدیث راولپنڈی اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں تدریسی خدمات انجام دیں اس دوران ۱۹۶۲ء میں مستقل جہلم میں رہائش پذیر ہوگئے۔

سوال: آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: میں پانچ جنوری ۱۹۴۶ء کو اپنے آبائی علاقے فتح پور ضلع اوکاڑہ میں پیدا ہوا۔

سوال: دینی تعلیم کہاں سے حاصل کی۔

جواب: میں نے جامعہ محمدیہ فیصل آباد جامعہ محمدیہ دال بازار گوجرانوالہ اور مدرسہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن سے دینی تعلیم حاصل کی ہے بعد ازاں مدینہ یونیورسٹی سے بھی فارغ ہوا۔

سوال: کن کن اساتذہ سے اکتساب فیض کیا؟

جواب: میرے اساتذہ میں مولانا محمد عبداللہ صاحب آف گوجرانوالہ' حافظ عبداللہ بڈھیمالوی پروفیسر قاضی مقبول صاحب' حافظ بنیامین صاحب' مولانا کرم الدین صاحب' مولانا عارف محمدی صاحب' حافظ عبدالمنان صاحب اور مولانا عزیز الرحمن صاحب کے علاوہ حافظ محمد گوندلوی اور علامہ

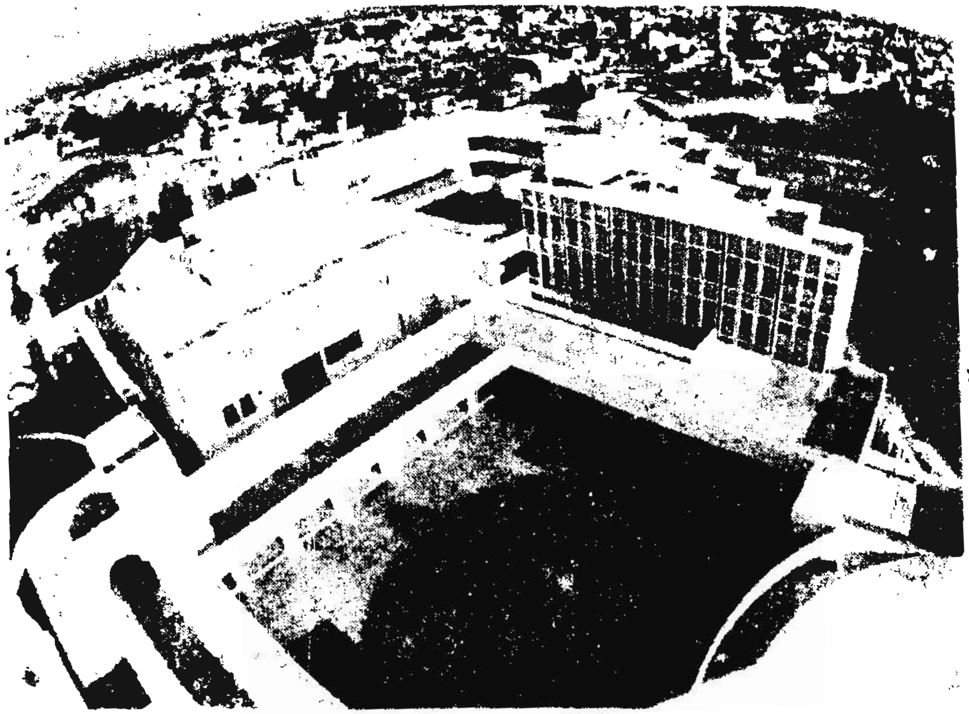

جہلم شہر کے وسط میں جدید طرز تعمیر کے شاہکار جامعہ علوم اثریہ للبنین اور جامع مسجد سلطان اہلحدیث کا ایک خوبصورت منظر اس کی تعمیر پر دو کروڑ پندرہ لاکھ روپے کی لاگت آئی یہ مسجد و مدرسہ جہلم شہر اور اس کے گردونواح میں مسلک اہلحدیث کے فروغ میں بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں

احسان الٰہی ظہیرؒ سے بھی کچھ استفادہ کیا ہے۔

یہاں میں ایک قابل ذکر بات عرض کروں جسے میں بڑی سعادت سمجھتا ہوں کہ الحمد اللہ جامعہ سلفیہ کی بلڈنگ کی تعمیر میں میں نے رضاکارانہ مزدوری کی اسی طرح اوڈھانوالہ ماموں کانجن اور جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کی عمارتوں کی تعمیر میں بھی میں نے رضاکارانہ دستی کام کیا کئی کئی دن تک میرے ہاتھ بھی زخمی رہے۔

سوال : آپ نے عصری تعلیم کہاں تک حاصل کی؟

جواب : میں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی کیا ہے۔

سوال : آپ نے کن کن ممالک کے دورے کیئے؟

جواب : سعودی عرب' کویت' عرب امارات اور برطانیہ جا چکا ہوں۔ امریکہ کا ویزہ لگوایا مگر مصروفیات کی وجہ سے جا نہیں سکا۔

سوال : گذشتہ دنوں بڑی تکرار کے ساتھ یہ کہا جاتا رہا ہے کہ مغرب اسلام کی طرف آرہا ہے کیا واقعی ایسا ہے؟ آپ تو برطانیہ جا چکے ہیں آپ کا مشاہدہ کیا کہتا ہے۔

جواب : میں اس معاملے میں حقیقت پسندی سے

مکہ اور مدینہ ہمارا مرکز ہے ہم اس کے لئے جی رہے ہیں اور اس کے تحفظ کے لئے اپنی جان بھی قربان کرنے کی خواہش رکھتے ہیں

کام لیتا ہوں۔ مغرب اسلام کی طرف تو کیا آتا مسلمان مغرب کی طرف جا رہے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس موقف پر مجھے کوئی ثبوت پیش کرنے کی ضرورت ہے مسلمانوں پر مغربی تہذیب جس شدت کے ساتھ اثرانداز ہو رہی ہے وہ کسی بھی باشعور انسان سے ڈھکی چھپی نہیں مغربی تہذیب ہماری نوجوان نسل کا اوڑھنا بچھونا بن چکی ہے۔ فحاشی و بے حیائی کا جو ایک طوفان امڈ آیا ہے یہ مغربی تہذیب سے لگاؤ کا نتیجہ ہے۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے پردہ پچانوے فیصد سے پانچ فیصد رہ گیا ہے۔ کوئی گلی' کوئی محلہ' کوئی گاؤں' کوئی علاقہ ٹیلی ویژن' وی سی آر اور گندے فلمی کیسٹوں سے محفوظ نہیں ہے۔

اگر اسلام محض تھیوری کا نام ہے ممکن ہے مغرب اس تھیوری کو پسند کرتا ہو لیکن عملی اعتبار سے تو وہاں کہیں اسلام نظر نہیں آتا اسلام کردار کا نام ہے عمل صالح کا نام ہے جو وہاں کہیں نظر نہیں

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران والد محترم کو جیل جانا پڑا۔ قید کے محض ۳۵ دنوں میں انہوں نے پورا قرآن حفظ کر لیا

آتا۔ وہاں رہنے والے مسلمانوں پر بھی پوری طرح مغربی رنگ چڑھ چکا ہے اور ان کی حالت بھی اس لڑکی کی سی ہو گئی ہے جو چمار کے گھر میں بیاہ کر گئی تھی ابتداء میں اس نے کہا کہ آپ کے گھر میں تو بڑی بدبو ہے چمڑے کی آپ لوگ گھر صاف نہیں رکھتے وہ روزانہ گھر کی صفائی کرتی ہے اور فخریہ انداز میں کہتی ہے دیکھا اب بدبو نہیں رہی حالانکہ بدبو ختم نہیں ہوئی ہوتی بلکہ اس کی ناک اس بدبو کی اسقدر عادی ہو جاتی ہے کہ محسوس ہی نہیں ہوتی۔ اسی طرح جو مسلمان وہاں جاتے ہیں وہ خود اس رنگ میں رنگ جاتے ہیں لیکن سمجھتے ہیں کہ ہم ان پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاثر جو پیدا کیا گیا ہے کہ مغرب اسلام کی طرف رجوع کر رہا ہے محض صحافت کی کرشمہ سازی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغرب مسلمانوں پر اثر انداز ہو رہا ہے۔

سوال : آپ نے فرمایا مغرب مسلمانوں پر اثر

انداز ہو رہا ہے۔ مسلمانوں پر مغربی تہذیب و افکار کی زبردست یلغار ہے لیکن دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ دینی مدارس بھی بڑھ رہے ہیں مساجد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے دینی طلبہ بھی پہلے کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہیں اور فارغ التحصیل علماء بھی سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ دینی ادارے اور دیندار افراد معاشرے پر اثرانداز نہیں ہو رہے۔ گویا اسلامی قوتیں اپنے ہی ملکوں میں اسلامی کردار کے فروغ میں ناکام اور مغربی طاقتیں ہمارے ملکوں میں اپنی تہذیب و افکار کی ترویج میں کامیاب؟

جواب : اسباب تو سارے مغرب کے پاس ہیں،، اسباب جو مغرب اپنی دعوت کو فروغ کے لئے استعمال کرتا ہے اسلام ہمیں اس کے استعمال کی اجازت نہیں دیتا مغرب کے نزدیک حرام و حلال کی کوئی تمیز نہیں جب کہ ہمیں یہ تمیز کرنی پڑتی ہے۔ علماء تو محدود ہیں مساجد اور مدارس تک، لوگ جہاں کا رخ ہی نہیں کرتے۔ جب کہ مغربی تہذیب تو ٹی وی، ریڈیو، اخبارات اور نہ جانے کن کن ذرائع

یہ تاثر جو پیدا کیا گیا ہے کہ مغرب اسلام کی طرف رجوع کر رہا ہے محض صحافت کی کرشمہ سازی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغرب مسلمانوں پر اثرانداز ہو رہا ہے

سے ہر گھر میں پہنچتی ہے۔ اس اعتبار سے اگر خیر کے اسباب پانچ فیصد بڑھے ہیں تو شر کے اسباب سو فیصد بڑھے ہیں۔

پاکستان میں جیسے جیسے آبادی بڑھ رہی ہے ویسے ویسے ہماری مساجد مدارس بڑھ رہے ہیں۔ اگر کچھ اہلحدیثوں کی تعداد بڑھتی ہے تو ساتھ ہی ساتھ مختلف اعتبار سے کم بھی ہو جاتی ہے مختلف گروہ ہمارے افراد کو ہائی جیک بھی کر لیتے ہیں کچھ ایسے دیندار بنتے ہیں کہ محض نام کے اہلحدیث بن جاتے ہیں ایک تاثر یہ قائم ہو رہا ہے کہ اگر میں قرآن و حدیث پر چلوں تو ترقی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جاؤں گا۔ ملک کی وزیر اعظم ملازم یا اسلام کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ قرار دیتی ہے بے نظیر کے بقول ہمیں اسلام یا ترقی میں سے کسی ایک چیز کا انتخاب کرنا ہو گا۔ جب حالت یہ ہو کہ ملک کی وزیر اعظم مغربی افکار کی مبلغہ بن جائے تو پھر دینی قوتیں کیسے پنپ سکتی ہیں۔

سوال : کہا جاتا ہے کہ اسلام دین فطرت ہے۔ کیا کوئی ایسی بھی چیز ہے جس سے اسلام نے منع کیا ہو لیکن اس کے استعمال سے کوئی قوم ترقی کرنے لگے۔ اسلام کسی چیز کے استعمال سے روکتا ہو اور مغرب اسی چیز کو استعمال کر کے ترقی کر رہا ہے یہ تو ایک عجیب سی بات ہوئی۔

جواب : میرا یہ موقف ہرگز نہیں کہ اسلام ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ میں تو ایک عوامی تاثر بتا رہا تھا، میں تو سمجھتا ہوں کہ ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ اسلام ہے۔ اسلام ہی نے انسان کو جدید ترقی کا راستہ دکھایا ہے۔ لیکن میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ شروع سے ہی شر، خیر کی بہ نسبت زیادہ رہا ہے اور شر کا فروغ ایک تیز رفتار عمل ہے موسیٰ نے طویل جدوجہد کے بعد قوم کو توحید کا قائل بنایا لیکن جب کوہ طور پر گئے تو چند دنوں میں پوری قوم بچھڑے کی پوجا کرنے لگی۔ تعمیر میں ایک وقت لگتا ہے جب کہ تخریب کے لئے طویل مدت درکار نہیں ہوتی جس عمارت کی تعمیر کرنے میں عرصہ دراز لگا ہے بم کے ذریعے چند منٹوں میں زمین بوس ہو سکتی ہے۔ آپ تخریب کو شر اور تعمیر کو خیر قرار دے سکتے ہیں۔ تعمیر کے لیے محنت اور وقت کی ضرورت ہوتی ہے اور تخریب کے لئے ان کی اتنی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہم

تعمیر کرتے ہیں ایک کمرہ بناتے ہیں وہ تخریب کرتے ہیں اور پہلے سے موجود بیس کمرے گرا دیتے ہیں۔
خیر کا سبق دینے کے لئے آپ کو پوری محنت کے ساتھ ماحول بنانا پڑتا ہے جب کہ شر کے لئے ماحول بڑی حد تک بنا بنایا ہے اچھی باتیں سننے کے لئے مخصوص جگہیں ہیں جب کہ بس میں بیٹھے بیٹھے بازاروں سے گزرتے ہوئے گانے سنائی دیتے ہیں۔
پھر آپ پاکستان میں علماء کی تعداد دیکھیں اور یہ دیکھیں کہ ان میں نوے فیصد علماء شر ہیں اور دس

جب کہ آج مصلحین کا کردار اتنا غلیظ ہے کہ لوگوں کے سامنے آکر انہیں دین سے متنفر کرتا ہے جو انگریز مسلمان ہوتے ہیں وہ بھی زیادہ دیر مسلمان نہیں رہتے اور کچھ کہتے ہیں کہ ہم تو قرآن وحدیث کو دیکھ کر مسلمان ہوئے ہیں اگر صرف مسلمانوں کا کردار دیکھا ہوتا تو پہلے سے بھی بڑے کافر بن جاتے۔ میں تو کہتا ہوں کہ انگریزوں میں کچھ امانت و دیانت ہے وہ اصولوں کی پاسداری کرتے ہیں جب کہ مسلمانوں میں امانت و دیانت مفقود ہوتی جا رہی ہے

جو انگریز مسلمان ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو قرآن وحدیث کو دیکھ کر مسلمان ہوئے ہیں اگر صرف مسلمانوں کا کردار دیکھا ہوتا تو پہلے سے بھی بڑے کافر بن جاتے

فیصد علماء خیر ہیں پھر ان کا کردار دیکھیں۔
شر کثرت سے موجود ہے اور اسی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ ڈش اینٹینا چوبیس گھنٹے گانے اور فلمیں دکھا رہا ہے۔

سوال : مغرب کو اسلام کا جو چہرہ دکھایا جاتا ہے بعض لوگوں کے نزدیک وہ بھی تبلیغ کے راستے میں رکاوٹ ہے۔

جواب : حقیقت یہ ہے کہ انہیں اسلام کا صحیح چہرہ دکھایا ہی نہیں گیا عمل یا کردار تبلیغ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے لیکن مسلمانوں کا کردار ہی درست نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال مکہ والوں کے ساتھ گزار دیئے اور جب دعوت و تبلیغ کا آغاز کیا تو سب سے پہلے اپنے کردار کی تصدیق کروائی مکے والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت کی گواہی دی پھر اس پاک اور نفیس کردار سے جو خوشبو اٹھی اس کا نام اسلام ہے۔

سوال : آپ الیکٹرانک میڈیا کو استعمال کرنے کے قائل نہیں؟

جواب : اگر آپ گھر میں ٹی وی رکھیں گے تو دس پندرہ دن بعد آپ کے گھر سے شرم و حیا نکلنا شروع ہو جائے گی۔ دینداری ایسے گھر میں ختم ہو جائے گی مجھے کوئی ایسا عالم بتائیں جس نے گھر میں ٹیلی ویژن رکھا ہو اور اس کی اولاد بھی عالم دین ہو میرا چیلنج ہے آپ ایسا کوئی عالم نہیں دکھا سکیں گے۔

سوال : الیکٹرانک میڈیا کا تو استعمال غلط ہو رہا ہے ذرائع ابلاغ کے ذریعے اچھی بات بھی پہنچائی جا سکتی ہے اور بری بات بھی۔ ایک گلاس میں پانی بھی پیا

بعض لوگ کمرشل بیس پر جہاد کر رہے ہیں. کیوں کہ یہ تجارت کافی نفع بخش ہے

جا سکتا ہے اور شراب بھی؟

جواب : لیکن اگر شراب پی کر گلاس کو گندہ کر دیا گیا ہو تو پھر؟

سوال : صفائی بھی تو ممکن ہے؟

جواب : اگر ممکن ہے تو کرلینی چاہئے۔ میں تو اس کا قائل نہیں ہوں کہ نہ کریں اگر ممکن ہے تو کرلیں۔ میں فی نفسہٖ تو اسے غلط نہیں سمجھتا اسکے استعمال کو ہی غلط کہہ رہا ہوں ان کا صحیح استعمال شروع ہو جائے مکمل صفائی ہو جائے تو ٹھیک ہے ہم بھی گھروں میں ٹی وی رکھ لیں گے لیکن جب تک ایسا نہیں ہوتا اور مجھے ایسا ہونے کے امکانات بھی نظر نہیں آتے اس وقت تک ٹی وی کو گھر میں رکھنا حیا اور غیرت کو گھر سے نکالنا ہے حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں غیرت نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔ آج کل صورتحال بالکل برعکس ہے بکتے ہیں جس میں غیرت ہے وہ ترقی نہیں کرسکتا اس معاشرے میں ترقی کے لئے بے غیرت بنا ضروری ہے۔

سوال : آپ نے فرمایا کہ الیکٹرانک میڈیا کا استعمال غلط ہو رہا ہے۔ لیکن اگر میڈیا کے خلاف ایسا ذہن بنا دیا جائے گا کہ کوئی بھی دیندار مخلص میڈیا سے

اگر خیر کے اسباب پانچ فیصد بڑھتے ہیں تو
شر کے اسباب سو فیصد بڑھتے ہیں

متعلقہ کسی بھی شعبے میں کام کرنے سے خوفزدہ ہو جائے کہ کہیں میں دائرہ اسلام ہی سے خارج نہ ہو جاؤں تو پھر ذرائع ابلاغ کا قبلہ کیسے درست ہوگا۔؟

جواب : اب ٹی وی اور ریڈیو وغیرہ میں جو لوگ ہیں سب دین ہیں کوئی بھی دیندار آدمی ان کی صحبت کو [illegible] نہیں [illegible]۔

سوال : یا [illegible] دور کے لئے مکمل اصلاح ہونے تک ایک برائی کو برداشت نہیں کیا جاسکتا؟

جواب : خطرہ ہے کہ اسکو برداشت کرنے کے عادی بن جائیں گے۔

سوال : یہ خطرہ تو ہر تعمیری کام کرتے ہوئے مول لینا پڑتا ہے۔ کیوں کہ جب تک کوئی تعمیر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتی نامکمل کو ہی برداشت کرنا پڑتا ہے۔

جواب : شر سے کسی صورت سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔ ہم نے دیکھا کہ ہمارے ایک بزرگ تھے انہیں ڈاکٹروں نے آرام کا مشورہ دیا تھا انہوں نے اس حد تک آرام کیا کہ بعد میں ان کی ٹانگیں ہی سیدھی نہیں ہو رہی تھیں ان ہی ٹانگوں سے ختم ہوگئے۔ اس لئے خطرہ ہے کہ شیطان کے ہاتھ ایسے نہ چڑھیں کہ عمریں ہی گنوا بیٹھیں۔

قیام پاکستان کے بعد ہم جیسے جیسے اسلام سے
دور ہوتے گئے اس کی توہین اور ناقدری کے
مرتکب ہوتے گئے ویسے ویسے ہمارے
مسائل میں اضافہ ہوتا چلا گیا

سوال : اگر آپ نامکمل سے پوری دور کے لئے سمجھوتہ نہیں کریں گے تو تکمیل کیسے ممکن ہے منزل تک تو پہنچ ہی نہیں سکیں گے۔

جواب : نہ پہنچیں آخرت میں اس پر ہماری گرفت نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ آپ ان پر چوکیدار یا کانسٹیبل نہیں لگے ہوئے آپ تبلیغ کریں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کسی نبی سے یہ نہیں پوچھے گا کہ تیرے امتی کیوں نہیں ۷۰ ہزار نبی تو بغیر کسی امتی کے فوت ہوگئے یا شہید کردیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ پوچھنا ہے کہ اس سچی اور کھری دعوت کو آگے پہنچانے کا حق ادا کیا ہے یا نہیں؟ ہم تو صحیح اور اصلی چیز دوسروں تک پہنچائیں گے کسی صورت بھی ملاوٹ نہیں کریں گے۔

سوال : متحدہ جمعیت اہلحدیث کی صورت میں ہونے والا اتحاد کیوں ناکام رہا؟

جواب : بس ایک دوسرے کی کھینچا تانی میں ناکام پھینک تو دیا ہے لیکن ہمارا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اور کچھ نہیں بگڑا۔

اس سادگی پر کون نہ مر جائے اے خدا

متحدہ جمعیت کے اتحاد میں جسم اکٹھے ہوئے تھے ذہن و دل نہیں

رہا۔ اس وقت کچھ جسم تو اکٹھے ہوگئے تھے لیکن ذہن و دل اکٹھے نہیں ہوئے تھے۔ جب ذہن و دل اکٹھے نہیں ہوئے تو کھینچا تانی شروع ہوگئی اور اتحاد ٹوٹ گیا۔ اگر اس اتحاد پر کھل کر تبصرہ کریں تو ڈر ہے کہ کہیں بزرگوں کی گستاخی نہ ہو جائے اور اب ویسے بھی "صراط مستقیم" کی پالیسی تبدیل ہو چکی ہے۔

اصل میں ہماری جماعت میں بعض ایسی شخصیات ہیں جو ذاتی طور پر بلاشبہ انتہائی متقی، پرہیزگار، سادہ ہیں اور علمی اعتبار سے بھی قابل قدر ہیں اس لئے جماعت میں ان کی اہمیت بھی ہے عوام اہلحدیث میں بھی ان کی بڑی عزت ہے لیکن ایسی شخصیات اپنی سادگی کی وجہ سے جماعت میں موجود بعض شرپسند عناصر کے مفادمیں استعمال ہو جاتی ہیں۔ میرے دل میں ایسے متقی لوگوں کا پورا عزت احترام موجود ہے لیکن جو لوگ شر کرنا چاہتے ہیں ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ شر کرنے والے عوام اہلحدیث میں ان کی ساکھ اور مقبولیت سے فائدہ اٹھا کر اپنا کام نکالتے ہیں۔ ایسے مخلص افراد کو پہلے شرعی امیر بنا لیا جاتا ہے اور جب اپنا فائدہ نکل گیا تو رات گئی بات گئی لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے یہ قابل احترام سادہ دل بندے حقیقت کو نہیں سمجھتے اور کہہ دیتے ہیں کہ ہاں انہوں نے ہمیں ساتویں منزل سے

یہ بڑی المناک حقیقت ہے کہ قائدانہ صلاحیتوں سے معذور امیر بنائے جاتے ہیں اور انہیں ریڑھی پر رکھ کر گلی گلی مرچ لوبیے کی طرح بیچا جاتا ہے تاکہ ان کے طفیل دوسروں کی مدرسیاں حاصل ہو جائیں۔

سوال : بڑی چاہتوں اور بڑی خواہشوں کے بعد ہونے والا اتحاد ناکام ہو گیا۔ آپ کی نظر میں کوئی ایسا قابل عمل فارمولا جس کے ذریعے اتحاد ہو سکے۔

جواب : اگر کہیں بازاروں سے اتحاد ملتا ہوتا تو ہم اپنا سب کچھ بیچ کر خرید لاتے سابقہ اتحاد اور ان کی ناکامی کے بعد مستقبل میں کسی مضبوط اتحاد کی امید بھی دم توڑ رہی ہے لیکن میں مایوس نہیں ہوں اگر اخلاص کے ساتھ اتحاد کا فیصلہ کر لیا جائے تو نہ ٹوٹنے والا اتحاد عمل میں آ سکتا ہے اصل کمی اخلاص کی ہے۔ یہ بڑا مسئلہ ہے کہ ہر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ میں ہی سب کچھ ہوں سب میرے پیچھے آجائیں حالانکہ جب تک قربانی نہیں دی جائے گی کیسے اتحاد عمل میں آ سکتا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قربانی دی تھی جس کے نتیجے میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس سال اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرتے رہے۔ اگر حضرت حسنؓ قربانی نہ دیتے تو بیس سال باہمی لڑائی میں گزر جاتے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون آگے بڑھ کر اتحاد کے لئے قربانی دیتا ہے؟

سوال : سادہ لوح اور لوگوں کی باتوں میں آجانے والے امراء کی ناکامی کے بعد اب آپ کی نظر کس شخصیت پر پڑتی ہے جو جماعت کو متحد رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

جواب : شخصیات کے پیچھے بھاگنے سے ابھی تک ہمیں کچھ حاصل نہیں ہوا ہر کوئی اپنی اپنی شخصیت کو ترجیح دے گا میرا تعلق چونکہ مرکزی جمعیت اہلحدیث سے ہے لہٰذا میں پروفیسر ساجد میر صاحب کا نام پیش کروں گا۔ فلاں صاحب کسی دوسرے کا نام پیش کریں گے فلاں صاحب کسی تیسرے کا نام پیش کریں گے یہ تو اتحاد کا کوئی راستہ نہ ہوا کچھ لوگوں کی ذاتی اغراض ہیں وہ نہیں چاہتے کہ اتحاد ہو خصوصاً ایسے لوگ جن کے پاس وسائل ہیں۔ الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی وسائل دیئے ہیں وہ سارے وسائل اتحاد میں جھونکنے کے لئے آج ہی تیار ہوں۔ دیکھیں نا سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ اگر آپ اتحاد کے بعد بھی اپنا علیحدہ وجود برقرار رکھیں تو پھر اتحاد تو نہ ہوا۔ اتحاد تو یہ ہے کہ آپ اپنے وجود کو ختم کر کے اس امارت کے تحت آجائیں۔

سوال : آپ نے اتحاد کے لئے امید کی کوئی کرن نہیں دکھائی ہے۔

جواب : میں تو اپنی طرف سے اتحاد کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کی یقین دہانی کرا رہا ہوں۔ میرے پاس امید کی یہی کرن ہے۔ اور اس سے زیادہ میں کیا کر سکتا ہوں۔

سوال : اس طرح کی یقین دہانی اہلحدیثوں کا ہر رہنما کراتا ہے؟

جواب : اگر ایسا ہے تو اس سے اچھی اور کیا بات ہے جماعت میں پانچ سات آدمی ہیں ایسے جن کے پاس اسباب و وسائل ہیں ان سب سے لکھوا لیں اور انہیں ایک جگہ جمع کریں اسی دن اتحاد ہو جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض لوگوں کو اسباب گمراہ کر دیتے ہیں۔

سوال : اتحاد کے لئے کسی ایک شخصیت کو تو تسلیم کرنا پڑے گا آپ کی نظر میں کوئی ایسی شخصیت نہیں؟

جواب : یہ نظر کی بات نہیں جب اتحاد ہو گا سو، دو سو، چار سو جتنے بھی آدمی بیٹھ جائیں گے اپنے میں سے جس کو امیر بنائیں گے۔

سوال : امیر بنانے سے بڑا مسئلہ تو ماننے کا ہے؟

جواب : امیر منوایا بھی جا سکتا ہے۔ جو جماعتیں اتحاد خلوص دل کے ساتھ بناتی ہیں وہ امیر منوا بھی لیتی ہیں۔ امیر ماں کے پیٹ سے بن کر نہیں نکلتا۔ امیر کی تشہیر کی جاتی ہے اور اتحاد کی مضبوطی کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ اب میں اپنے علاقے میں ہر جگہ یہی کہتا ہوں کہ ساجد میر میرا امیر ہے۔ اس طرح لوگ بھی ساجد میر صاحب کو اپنا امیر مانتے ہیں۔

سوال : آپ امیر کی تشہیر کریں گے لوگ اسے شخصیت پرستی قرار دیتے ہیں؟

جواب : میں تو اسے شخصیت پرستی نہیں سمجھتا۔ آپ عجیب بات کہہ رہے ہیں۔

سوال : یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا، بہت سے لوگ کہتے ہیں۔

جواب : جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر بنے پھر ہر جگہ شہروں اور دیہاتوں میں جا کر ان کا نام لیا گیا ان کا تعارف کرایا گیا۔ جب تک آپ تکرار کے ساتھ کہیں گے نہیں کہ فلاں شخص ہمارا امیر ہے تو عوام الناس کو کیسے پتہ لگے گا اور ان کے دلوں میں امیر کے لئے محبت پیدا ہو گی۔ اور وہ امیر کی اطاعت پر کیسے آمادہ ہوں گے؟

سوال ○ موجودہ سیاسی صورت حال پر تبصرہ فرمائیں؟

جواب ☆ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ روشنی

کی کوئی کرن نظر نہیں آرہی۔ صورت حال دن بدن خراب سے خراب تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے وطن عزیز اندرونی اور بیرونی خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ ہمارا شروع دن سے یہی موقف ہے کہ قرآن و حدیث سے دوری کے نتیجے میں یہ شامت آئی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ہم جیسے جیسے

اس کا ساتھ دینے میں کوئی حرج ہے؟

جواب ☆ اسلام کا معاملہ تو سب کے نزدیک ہی برابر ہوگیا ہے کسی بھی سیاسی جماعت سے یہ توقع نہیں کہ وہ ملک میں اسلام کا نفاذ کرے گی۔ اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پاکستانیت کس میں زیادہ ہے کون پاکستان کو تحفظ فراہم کرسکتا ہے اور کس کے وجودؒ سے

بے نظیر کے بقول ہمیں اسلام یا ترقی میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ جب حالت یہ ہوجائے کہ ملک کی وزیر اعظم مغربی افکار کی مبلغہ بن جائے تو پھر خیر کی توقع کیسے پنپ سکتی ہیں

اسلام سے دور ہوتے گئے اس کی توہین اور ناقدری کرنے کے مرتکب ہوتے گئے۔ ویسے ویسے ہمارے مسائل میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

آج حالت یہ ہو چکی ہے وہ افراد جنہیں قوم عالم دین کی حیثیت سے جانتی ہے بڑی تعداد میں موجودہ نسوانی حکومت کے ساتھ ہیں۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ قوم فلاح پا ہی نہیں سکتی جو عورت کو اپنا حکمران بنالے پہلے بڑے بڑے مسائل تھے لیکن اب عورت کی حکمرانی نے ملک کو تباہی کے دہانے پر پہنچادیا ہے۔ اس سے پہلے جتنی حکومتیں تھیں ان کے نزدیک اسلام ہی میں ملک کی فلاح تھی وہ خواہ اسلام پر عمل کرتے تھے یا نہیں لیکن اسلام میں اپنے لئے خیروبرکت سمجھتے تھے۔ لیکن موجودہ نسوانی حکومت نے اسے متنازعہ بنادیا ہے اور اب یہ باتیں ہورہی ہیں کہ اسلام پر رہیں گے تو ملک ترقی نہیں کرے گا۔ اور اس حکومت نے دینی قوتوں کے خلاف باقاعدہ محاذ قائم کردیا ہے اور انہیں امریکہ کی زبان میں بنیاد پرست قرار دے کر امریکہ سے ہی امداد طلب کررہی ہے۔

سوال ○ اگر پیپلزپارٹی کی قیادت عورت نہ ہو تو

پاکستان کی سالمیت کو خطرہ ہے۔ پیپلزپارٹی کی قیادت جس وقت مرد کے ہاتھ میں تھی اس وقت پاکستان دولخت ہوا۔ اگرچہ ہمیں مسلم لیگ سے بھی اسلام کے نفاذ کی توقع نہیں تاہم وہ ایک محب وطن جماعت ہے وہ پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ میں مخلص ہے۔ پاکستان محفوظ ہوگا تو اس میں اسلامی نظام کا نفاذ ہوسکتا ہے پاکستان کو تحفظ دینے والی جماعت کا بہرصورت ساتھ دینا چاہیے۔

سوال ○ آپ نے فرمایا کہ اس وقت کسی سیاسی جماعت سے تعاون کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ اس بنیاد پر ہوگا کہ کس میں پاکستانیت زیادہ ہے۔ کون پاکستان کو تحفظ فراہم کرسکتی ہے۔ پھر عورت کی حکمرانی کے مسئلے کو کیوں اٹھایا جاتا ہے کیونکہ عورت کی حکمرانی کا مسئلہ تو اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اسلامی نقطہ نظر سے دیکھیں؟

جواب ☆ کوئی کہے کہ ہم نمازیں چھوڑدیں کیونکہ ہم نے تعاون کی بنیاد پاکستانیت کو بنالیا ہے۔ یہ تو غلط بات ہے۔ ہمارا عقیدہ تو نہیں بدل سکتا۔ ہم اللہ کے فضل و کرم سے قرآن و حدیث پر چلنے والے ہیں اپنا عقیدہ اور موقف تبدیل نہیں کرسکتے۔ یہ

پالیسی تو صرف ملک بچانے کے لئے ہے۔ پیپلز پارٹی کو ملکی مفاد سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اس کی حکومت آتے ہی ملک میں انتشار بڑھا ہے۔ لاقانونیت اور بدامنی پھیلی ہے اس کے دور حکومت میں کراچی میں سینکڑوں بے گناہ مارے جا چکے ہیں۔ نواز شریف نے جمہوریت بچانے کے لئے حکومت چھوڑ دی تھی جبکہ یہ اتنی بے حس حکومت ہے کہ لاقانونیت اور قتل و غارت گری کے باوجود اقتدار سے چمٹی بیٹھی ہے۔

سوال ○ افغانستان میں اہلحدیثوں نے کیا کھویا اور کیا پایا؟

جواب ☆ تھوڑا بہت مسلک وہاں پھیلا ہے اور اس سے زیادہ کچھ حاصل نہیں ہوا۔

سوال ○ جہاد افغانستان کے نتائج اہلحدیثوں کو کیا سبق دے رہے ہیں؟

جواب ☆ یہی سبق دے رہے ہیں کہ عقیدے کی بنیاد پر اعلائے کلمتہ اللہ کے لئے جہاد ہونا چاہئے۔ شرک و بدعات کی بیخ کنی کے لئے جدوجہد کی جانی چاہئے۔ جہاد میں اگر ایک مشرک بھی شریک ہو جائے تو ہمارے عقیدے کے مطابق اس میں بے برکتی ہو جاتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر مشرک کو جہاد میں شریک ہونے سے روک دیا تھا۔ حالانکہ اس وقت ضرورت تھی۔ اب اگرچہ سابقہ روش کو غلط سمجھا جا رہا ہے لیکن کیونکہ ابھی عوامی رجحان اس جانب ہے اس لئے لوگ "چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی" کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔

بعض لوگ کمرشل بیس پر جہاد کر رہے ہیں کیونکہ یہ تجارت کافی نفع بخش ہے۔ جس طرح قبروں اور درباروں پر اچھی تجارت ہو رہی ہے اسی طرح بعض عناصر شہیدوں کا نام لے کر ان کا کفن بیچ کر ان کا اسلحہ بیچ کر اپنا کاروبار چلا رہے ہیں جن کے پاس ٹوٹی ہوئی سائیکل نہیں تھی اس کاروبار کی بدولت اب ان کے پاس پیجارو ہے جو پہلے چنے کی دال سے پیٹ بھرتے تھے اب انہیں مرغ روسٹ مل رہے ہیں کیسی مفید تجارت ہے۔ تاہم جو خلوص دل کے ساتھ جہاد کر رہے ہیں تو قیامت کے دن

جہلم میں تحریک اہلحدیث کے اولین علمبردار مولانا حافظ عبدالغفور جہلمیؒ کا ۱۹۷۰ء میں اہلحدیث کانفرنس کے موقع پر خطبہ استقبالیہ کا ایک اقتباس

اہلحدیث کسی فقہی گروہ یا کسی موجہ جتھابندی کا نام نہیں' اہلحدیث نام ہے اسلام کی ترجمانی کا۔ دین کی کامل نمائندگی کا۔ اہلحدیث اور اسلام دو مترادف الفاظ ہیں جن کا مفہوم و معنی پورے دین کی کامل نمائندگی' مکمل اسلام کا نفاذ اور کتاب و سنت کی مکمل تنفیذ ہے آج بھی پاکستان' بیرون پاکستان اور عالمی سطح پر ہمارا یہی موقف اور یہی دعوت ہے کہ زندگی کے تمام حصوں اور شعبوں میں کامل اور مکمل کتاب و سنت کو نافذ کیا جائے۔ اسی کا نام حکومت الہیہ ہے۔ اسی کا نام غلبہ اسلام۔ اسی کا نام مقاصد اسلام اور اسے ہی اقامت دین کہتے ہیں۔ اور یہی نفاذ آئین شریعت ہے۔ اسی کے اصول کے لئے ہم نے برصغیر میں ۱۷۵۷ء سے لے کر کبھی سرنگاپٹم میں' کبھی بالاکوٹ میں' کبھی ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ دارو گیر کی شکل میں' کبھی پٹنہ کیس' انبالا کیس' قاضی کوٹ کیس' کبھی حبس دوام کبھی جائیداد کی قرقیوں' مکانات کی نیلامیوں کی صورت میں بے شمار قربانیاں پیش کی ہیں۔ بقول ڈاکٹر تارا چند اس برصغیر میں غلبہ اسلام کے لئے دو لاکھ فرزندان اہلحدیث قربان ہو گئے۔ ہزاروں علماء نے اس سلسلہ میں ہنستے کھیلتے پھانسی کے پھندوں کو چوما۔ گزشتہ دو سو سال کی ملی اور دینی تحریکیں ہمارے اس موقف کے ثبوت کے لئے شاہد عدل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

انہیں نیت پر اٹھایا جائے گا اور انشاء اللہ انہیں شہید کا درجہ ملے گا۔

سوال ○ شرعی نقطہ نظر سے جہاد شروع ہونے کے بعد کس وقت ختم کرنا چاہئے؟

جواب ☆ نہ جہاد شروع کرتے وقت انہیں کسی شریعت کی ضرورت تھی اور نہ ختم کرنے کے لئے شریعت کی ضرورت ہے۔ اصل مسئلہ تو مفادات کا ہے جہاں سے جب تک مفاد حاصل ہو رہا ہے جہاد جاری رہے گا اور جہاں مفادات کا حصول بند ہوا وہاں جہاد بند ہو گیا۔

سوال ○ کشمیر میں اب کیا کھونے اور کیا پانے کی توقع ہے؟

جواب ☆ ہماری خواہش ہے کہ کشمیر جلد سے جلد آزاد ہو جو ہم قربانیاں دے رہے ہیں اس کی بدولت وہاں اسلام کا جھنڈا لہرائے لیکن حالات یہ بتا رہے ہیں کہ اگر کشمیر آزاد بھی ہو گیا تو وہاں بھی وہی کچھ ہو گا جو افغانستان میں ہو رہا ہے۔ پاکستانی نقطہ نظر سے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پاکستان کی شہ رگ ہے۔ اس کو بچانے کی جدوجہد کرنی چاہئے۔ ہم پاکستان کے لئے لڑیں یہ بھی جائز ہے کیونکہ یہ ہماری ملکیت ہے۔ کشمیر میں بھی جو لڑ رہے ہیں قیامت کے روز اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔

سوال ○ جنگ خلیج کے موقعہ پر جبکہ بڑی تعداد میں عوام و خواص بہک گئے تھے اور صدام حسین کو صلاح الدین ایوبی قرار دے رہے تھے آپ نے بڑی جراتمندی کے ساتھ رائے عامہ کے برخلاف تحفظ حرمین شریفین کا علم بلند کیا۔ اور اس سلسلے میں بڑا فعال کردار ادا کیا آپ یہ فرمائیں کہ جنگ خلیج کے پس پردہ مسلمانوں کے خلاف کیا سازش کار فرما تھی؟

جواب ☆ دیکھیں جی مکہ اور مدینہ مرکز ہے ہم اس کے لئے جی رہے ہیں اور اس کے تحفظ کے لئے جان بھی قربان کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ جنگ

کونسی خصلت ہے جو ظاہر نہیں ہوئی؟

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب میری امت میں چودہ خصلتیں پیدا ہوں تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی۔

دریافت کیا گیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہیں؟" فرمایا :

- ○ جب سرکاری مال ذاتی ملکیت بنالیا جائے۔
- ○ امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے۔
- ○ زکواۃ جرمانہ محسوس ہونے لگے۔
- ○ شوہر بیوی کا مطیع ہو جائے۔
- ○ بیٹا ماں کا نافرمان بن جائے۔
- ○ آدمی دوستوں سے بھلائی کرے اور باپ پر ظلم ڈھائے۔
- ○ مساجد میں شور مچایا جائے۔
- ○ قوم کا ذلیل ترین آدمی اس کا لیڈر ہو۔
- ○ آدمی کی عزت اس کی برائی کے ڈر سے ہونے لگے۔
- ○ نشہ آور اشیاء کھلم کھلا استعمال کی جائیں۔
- ○ مرد آبریشم پہنیں۔
- ○ آلات موسیقی کو اختیار کیا جائے۔
- ○ رقص و سرور کی محفلیں سجائی جائیں۔
- ○ اس وقت کے لوگ اگلوں پر لعن طعن کرنے لگیں۔

تو لوگوں کو چاہئے کہ پھر وہ ہر وقت عذاب الٰہی کے منتظر رہیں خواہ سرخ آندھی کی شکل میں آئے یا زلزلے کی شکل میں یا اصحاب سبت کی طرح صورتیں مسخ ہونے کی شکل میں۔ (ترمذی۔ باب علامات الساعۃ)

خلیج صدام کے شر کا نتیجہ تھی اسلام دشمن قوتوں نے اسے اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کیا بہرحال اس ایک شخص نے پوری امت مسلمہ کو زبردست نقصان پہنچایا ہے۔ اس کی وجہ سے کئی اسلامی ملک جو بڑے دولت مند تھے محتاج ہو گئے۔ جہاں کہیں بھی مسلمانوں کو وسائل کی ضرورت پڑتی تھی سعودی عرب' کویت اور امارات ان کے ساتھ بھرپور تعاون

جواب ☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ہے۔

سوال ○ اپنے دور کی کس شخصیت نے آپ کو متاثر کیا؟

جواب ☆ شیخ الحدیث مولانا عبداللہ آف گوجرانوالہ کی شخصیت سے ان کا موقف بڑا ٹھوس اور مدلل ہوتا ہے۔

ہماری جماعت میں بعض شخصیات بڑی متقی' پرہیزگار اور مخلص ہیں لیکن وہ اپنی سادگی کی وجہ سے جماعت میں موجود بعض شرپسند عناصر کے مفادمیں استعمال ہوجاتی ہیں

کرتے تھے۔ لیکن اب ایسی صورت حال نہیں ہے۔ ان ملکوں کی معیشت بھی خلیجی جنگ سے بڑی متاثر ہوئی ہے۔ اس جنگ کے پس پردہ یہی سازش کار فرما تھی کہ خلیج کے دولت مند اسلامی ممالک کو معاشی اعتبار سے کمزور کیا جائے۔

جنگ خلیج کے موقعہ پر عوام کا بھٹکنا اتنی حیرانگی کی بات نہیں تھی لیکن جماعت اسلامی کا کردار بڑا حیران کن اور شرمناک تھا۔ خلیج کے مسئلے اور ۹۳ء کے انتخابات میں جماعت اسلامی کی پالیسی نے اس کی دینداری کا پول کھول دیا ہے۔ اب لوگ یہ سمجھ گئے ہیں کہ یہ کوئی دینی جماعت نہیں بلکہ خالص سیاسی جماعت ہے جیسے پیپلزپارٹی اور مسلم لیگ ہیں۔

سوال ○ شعروشاعری سے کوئی دلچسپی ہے؟

جواب ☆ نہیں مجھے صرف قرآن وحدیث سے دلچسپی ہے۔

سوال ○ کبھی مناظرے کیئے؟

جواب ☆ طالب علمی کے زمانے میں کرتے تھے اس کے بعد موقعہ نہیں ملا۔

سوال ○ کس شخصیت سے بہت زیادہ متاثر ہیں؟

سوال ○ کھانے میں کیا پسند کرتے ہیں؟

جواب ☆ سبزیوں میں کریلا پسند ہے اور بکرے کا گوشت اچھا لگتا ہے۔

سوال ○ جماعت میں تحقیقی اور تخلیقی کام مقصود ہے؟

جواب ☆ تحقیقی کام ہورہا ہے الحمدللہ۔

سوال ○ آؤٹ پٹ کیا ہے؟

جواب ☆ کتابیں چھپ رہی ہیں ثناء اللہ زاہدی اور دیگر علماء کرام لگے ہوئے ہیں کام کررہے ہیں۔ ہم نے مجلس تحقیق اثریہ بنائی ہوئی ہے اس میں تحقیقی کام ہورہا ہے اس ادارے کی کاوشوں سے کئی کتابیں چھپ چکی ہیں۔

سوال ○ آپ مرکزی جمعیت اہلحدیث سے وابستہ ہیں اس کی جدوجہد سے مطمئن ہیں؟

جواب ☆ دیکھیں جی مدارس و مساجد کے ذریعے توحید و سنت کے فروغ کی جدوجہد ہورہی ہے۔ اہلحدیث یوتھ فورس اور اہلحدیث اسٹوڈینٹس فیڈریشن کے پلیٹ فام پر نوجوانوں کی تربیت ہورہی ہے۔ ہمارے کام میں کمزوریاں ہوسکتی ہیں۔ اور ہم

ان کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے بھی تیار رہتے ہیں۔ لائحہ عمل ٹھیک ہے۔ دستور ٹھیک ہے منشور ٹھیک ہے۔ البتہ عمل میں سستی ہو سکتی ہے۔

بات کہہ دیا کرتے تھے۔ عرب و عجم میں جہاں جہاں گئے اپنا آپ منوایا بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔

سوال ○ آپ اہلحدیث مدارس کی کارکردگی سے

کتنے ایسے مدرسے ہیں جہاں بیس، پچیس طالبعلم بخاری کی کلاس میں بیٹھے ہوتے ہیں جب کہ ان میں سے ایک، دو کو ہی عبارت پڑھنا آتی ہے

سوال سیاست میں اہلحدیث جماعت کا کیا مستقبل ہے؟

جواب ☆ ہماری کوشش تو ہے کہ آئندہ زیادہ سیٹیں لے سکیں۔ اللہ نے توفیق دی تو انشاء اللہ آئندہ سیاست میں زیادہ موثر کردار رہے گا۔ ابھی سینٹ میں ہماری نمائندگی ہے پنجاب اسمبلی میں بھی ہے۔ آئندہ الیکشن میں انشاء اللہ قومی اسمبلی میں بھی ہماری نمائندگی ہوگی۔

سوال ○ گزشتہ الیکشن میں مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کے نتیجے میں قومی اسمبلی کا صرف ایک ٹکٹ ملا

مطمئن ہیں؟

جواب ☆ پندرہ فیصد مطمئن ہوں پچاسی فیصد غیر مطمئن ہوں۔ ادارے بدنظمی کا شکار ہیں۔ طلبہ میں احساس نہیں ہے وہ اپنی منزل متعین نہیں کرتے اپنے آپ کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے ہیں وہ ایک مدرسے میں داخل ہوتے ہیں جب ادھر کے ماحول سے کچھ ہم آہنگ ہو جاتے ہیں تو دوسرے مدرسے کا رخ کر لیتے ہیں پہلے مدرسے میں مشکوۃ پڑھ رہے تھے دوسری جگہ جا کر بخاری پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ مدرسے والے یہ چاہتے ہیں کہ

اگر مدارس والوں کا باہم رابطہ ہو کسی پلیٹ فارم پر مل کر بیٹھیں کوئی ضابطہ اخلاق بنائیں مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں تو بہت جلد دینی تعلیم کا معیار بلند ہو سکتا ہے۔

تھا کیا آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا؟

جواب ☆ اس وقت تو مطمئن ہو گئے تھے آئندہ دیکھیں ایک پر مطمئن ہوتے ہیں یا نہیں؟

سوال ○ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کو کیسا پایا؟

جواب ☆ وہ باصلاحیت لیڈر تھے۔ دین بھی جانتے تھے اور سیاسی شعور بھی رکھتے تھے۔ ایسے لیڈر روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ اپنے مسلک پر بڑے پکے تھے بڑے بڑوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق

ہمارے مدرسے سے زیادہ طالب علم فارغ ہوں کس معیار کے فارغ ہوں یہ مدارس والوں کا درد سر نہیں

حالات یہ بتا رہے ہیں کہ اگر کشمیر آزاد بھی ہو گیا تو وہاں وہی کچھ ہوگا جو افغانستان میں ہو رہا ہے

کتنے ایسے مدرسے ہیں جہاں بیس، بیس، پچیس،

پچیس طالب علم بخاری کی کلاس میں بیٹھے ہوتے ہیں جبکہ ان میں سے صرف ایک آدھ کو عبارت پڑھنا آتی ہے۔ باقی طلبہ عبارت تک پڑھنا نہیں جانتے یہ معیار ہے آج کل دینی تعلیم کا۔

لیکن یہاں تو صورت حال یہ ہے کہ مدارس والے شکاری بنے ہوئے ہیں اور دوسرے مدرسے کے لڑکے کو اپنی طرف کھینچنا چاہتے ہیں کسی مدرسے کا کوئی طالب علم اگر کسی دوسرے مدرسے اپنے

اگر کوئی طالبعلم کسی دوسرے مدرسے اپنے دوست سے ملنے جائے تو مدرسے کا مہتمم اسکی ایسی عزت کرے گا جیسے کوئی شیخ الحدیث آگیا ہو اور کوشش کرے گا کہ یہ اس کے مدرسے میں آجائے۔

الا ماشاء اللہ کوئی طالب علم اپنی ذاتی محنت اور صلاحیت کی بدولت علمی اعتبار سے کچھ آگے آجاتا ہے۔ ہزار میں ایک دو ہی ایسے نکلتے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ کسی کو تھوڑا سا سرلگانا آجائے تو وہ خطیب بن جاتا ہے اور اگر کسی کو کھینچ تان کر سند حاصل ہوجائے تو وہ ٹیچر بن جاتا ہے بس مقصد حیات پورا ہوگیا معقول علماء پیدا ہو ہی نہیں رہے۔

سوال ○ قصور وار کون ہے؟

جواب ☆ مدارس والے۔ اگر مدارس والوں کا باہم ربط ہو کسی پلیٹ فام پر مل کر بیٹھیں کوئی ضابطہ اخلاق بنائیں۔ مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں تو بہت جلد معیار تعلیم کو بلند کیا جاسکتا ہے۔

دوست سے ملنے جائے تو مدرسے کا مہتمم اس کی ایسی عزت کرے گا جیسے کوئی شیخ الحدیث آگیا ہو اور کوشش کرے گا کہ یہ اس کے مدرسے میں آجائے۔

سوال ○ کیا مدارس کی انجمن بنانے کا کوئی پروگرام زیر غور ہے؟

جواب ☆ زیر غور تو ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق دے۔ ہماری کوشش ہے کہ اہلحدیث مدارس مرکزی جمعیت اہلحدیث کے تحت آجائیں اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کی پالیسی کے مطابق چلیں۔ اجزاء اپنے کل سے وابستہ ہو کر زیادہ اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرسکیں گے۔ وفاق المدارس سلفیہ اگرچہ موجود ہے لیکن عملی طور پر

مغرب اسلام کی طرف نہیں آرہا بلکہ مسلمان مغرب کی طرف جارہے ہیں

اگر ایسا ہو کہ چند مخصوص مدارس پہلے تین سال کا کورس پڑھائیں وہاں سے سرٹیفکیٹ لے کر۔ طالب علم دوسرے مدرسے میں داخل ہو جہاں اگلے تین سال کا کورس پڑھایا جائے اور ان کے لئے کوئی بیس تیس مدارس مقرر کرلئے جائیں اور جو آخری دو سال کا کورس ہے وہ پانچ دس بڑے مدارس پڑھائیں پھر دیکھیں دینی تعلیم کو کیسے عروج حاصل ہوتا ہے۔

اس کا کوئی کردار نہیں ہے۔

سوال ○ مدارس کے نصاب تعلیم میں کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

جواب ☆ ابھی سلفیہ کا نصاب چل رہا ہے اسی کو علماء باہم مل بیٹھ کر مشورے سے اور زیادہ موثر بنالیں۔

سوال ○ جماعتی اختلافات اظہر من الشمس ہیں

اہلحدیث عوام کیا روش اپنائیں۔

جواب ☆ قرآن وحدیث پر عمل پیرا رہیں۔

سوال ○ کس جماعت کا ساتھ دیں اور کس کا نہ دیں؟

جواب ☆ میرا تو یہی مشورہ ہے کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث بنیاد ہے اس کا ساتھ دینا چاہئے۔ دنیا بھر میں اگر کوئی اہلحدیثوں کی جماعت ہے تو وہ مرکزی جمعیت اہلحدیث ہے۔ امریکہ' برطانیہ سمیت دنیا کے کئی ممالک میں اس کی تنظیم موجود ہے اور پاکستان کے ہر علاقے میں بھی آپ کو مرکزی جمعیت ہی نظر آئے گی۔

سوال ○ صراط مستقیم کے ذریعے اہلحدیث عوام کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب ☆ فتنے کا دور ہے بددیانتی اور کذب سے بچنا چاہئے۔ جھوٹ اور بددیانتی بعض لوگوں کا وطیرہ بن گیا ہے ان سے بچنا چاہئے۔

علامہ محمد مدنی مدظلہ کی زیر نگرانی دینی وسماجی خدمات انجام دینے والے ادارے

۱۹۶۴ء میں علامہ محمد مدنی مدظلہ کے والد محترم حافظ عبدالغفورؒ نے جہلم میں مستقل رہائش کا فیصلہ فرمایا۔ اس وقت جہلم شہر میں اہلحدیثوں کی محض دو مساجد تھیں۔ آپ کی انتھک محنت اور مخلصانہ جدوجہد کے نتیجے میں جہلم اور اس کے گردونواح میں توحید وسنت کی دعوت کو فروغ حاصل ہوا اور آج الحمدللہ جہلم شہر میں پندرہ اہلحدیث مساجد ہیں جبکہ گردونواح کے دیہاتوں میں قائم مساجد ان کے علاوہ ہیں۔ نہ صرف ان مساجد کی تعمیر میں حافظ صاحب مرحوم کا کردار ہے بلکہ بیشتر مساجد کے انتظامات ان کے قائم کردہ ادارے جامعہ علوم اثریہ کے ذمے ہیں۔

حافظ عبدالغفورؒ کی دینی خدمات کی عظیم الشان یادگار جامعہ علوم اثریہ للبنین' جامعہ اثریہ للبنات اور دیگر ذیلی ادارے ہیں جو آپ کی وفات کے بعد بھی اولاد کو دی ہوئی صالح تربیت کے نتیجے میں کتاب وسنت کی ترویج واشاعت اور دکھی انسانیت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ حافظ عبدالغفورؒ کا انتقال ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو ہوا۔ وفات کے وقت ادارے زیر تعمیر تھے اور ارتقائی مراحل طے کر رہے تھے۔ بڑے بیٹے ہونے کے ناطے حافظ صاحب کے دینی مشن کو آگے بڑھانے کی ذمہ داری علامہ محمد مدنی صاحب پر عائد ہوئی۔ علامہ صاحب نے اس بھاری ذمہ داری کو اپنے برادران حافظ عبدالحمید عامر صاحب (فاضل مدینہ یونیورسٹی)' قاری عبدالرشید صاحب (فیض یافتہ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن)' حافظ احمد (فارغ جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ) اور حافظ عبدالرؤف (فارغ درس نظامی) کے بھرپور تعاون سے نہایت احسن طریقے سے انجام دیا اور بلاشبہ انہوں نے اپنے والد صاحب کے دینی مشن کو پہلے سے زیادہ تیزی سے آگے بڑھایا ہے۔

جامعہ علوم اثریہ کا سنگ بنیاد ۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء کو امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے اپنے دست مبارک سے رکھا اور ڈھائی تین سال کی حیرت انگیز قلیل مدت میں جہلم شہر کے وسط میں جامعہ کی تین منزلہ پر شکوہ عمارت تعمیر ہو گئی ورنہ جامعہ والوں کی کوٹھیاں تعمیر ہو جاتی ہیں لیکن جامعہ سدا زیر تعمیر ہی رہتا ہے۔ یہ عمارت دفاتر اور وسیع و عریض لائبریری کے علاوہ ساٹھ کمروں اور کئی وسیع ہالوں پر مشتمل ہے۔ اس عمارت پر ستر لاکھ روپے کی لاگت آئی۔ تعمیر کے بعد سے درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہو گیا اور بڑی تعداد میں ملک اور بیرون ملک سے طلبہ حصول علم کے لئے یہاں آنے لگے۔

خواتین میں دینی تعلیم کی کمی کا احساس کرتے ہوئے حافظ صاحب مرحوم نے خواتین میں دینی تعلیم کے فروغ کے لئے مدرسہ قائم کرنے کے لئے اسی روڈ پر کچھ آگے دو ایکڑ وسیع قطعہ اراضی حاصل کیا اور ۱۹ اپریل ۱۹۸۳ء کو حاکم شارجہ شیخ سلطان بن محمد القاسمی نے آکر اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ بعد ازاں ۱۹۸۶ء میں مدرسے سے متصل جامعہ مسجد سلطان اہلحدیث کا سنگ بنیاد امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے رکھا۔ مختلف رکاوٹوں اور مزاحمتوں کے باوجود یہ عظیم الشان مسجد و مدرسہ چار سال کی مختصر مدت میں دو کروڑ پندرہ لاکھ روپے کی لاگت سے پایہ تکمیل کو پہنچا اس کی تعمیر پر آنے والے تمام کے تمام اخراجات حاکم شارجہ شیخ سلطان بن محمد القاسمی نے برداشت کئے۔

نئے مدرسے کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد بوجوہ جامعہ علوم اثریہ للبنین کے طلبہ کو اس نئی عمارت میں منتقل کر دیا گیا اور پرانی عمارت کو جامعہ اثریہ للبنات کے نام سے صرف طالبات کے لئے خاص کر دیا گیا۔ جامعہ علوم اثریہ للبنین کی نئی عمارت تین منزلہ ہے اور سو سے زائد کمروں پر مشتمل ہے۔ اس میں چار سو طلبہ کی آرام دہ رہائش کی گنجائش ہے۔ مدیر جامعہ علوم اثریہ للبنین حافظ عبدالحمید عامر صاحب نے ہماری ٹیم کو جامعہ کا مکمل دورہ کرایا۔ ماہنامہ تحفظ حرمین کا دفتر، اثریہ نرسنگ ہسپتال، وسیع و عریض اثریہ لائبریری، اثریہ ماڈل اسکول برائے طلبہ، اثریہ ماڈل اسکول برائے طالبات، دارالافتاء، اثریہ گیسٹ ہاؤس، مرکزی جمعیت اہلحدیث و اہلحدیث اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے دفاتر بھی اسی عمارت میں قائم ہیں۔ وسیع و عریض لائبریری کے متعلق مدیر الجامعہ نے بتایا کہ یہ لائبریری علوم قرآن، علوم حدیث، سیرت، تاریخ، طب، رجال، جغرافیہ، فقہ اور دیگر مختلف موضوعات کی ہزاروں کتابوں پر مشتمل ہے اور کئی ایک کتابوں کے تاریخی نادر نسخے بھی موجود ہیں۔ حافظ صاحب نے بتایا کہ جو لوگ اس لائبریری سے استفادہ کرنا چاہیں انہیں رہائش اور کھانا وغیرہ مہیا کرنا ادارے کے ذمے ہے۔